

وَيَسِّرْ لَنَا الْيُسْرَىٰ ۖ إِنَّ آسَابِنَا بِمُصِيبَةٍ ۖ اللَّهُمَّ إِنَّا إِلَيْكَ رَاغِبُونَ

اور خوشخبری سنان صبر کریں والوں کو کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال میں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (ہے)۔ (کنز الایمان)



کتاب شیعہ سے رُوحہ ماتم کی نعمت

شیخ التفسیر والحدیث، مفتی اعظم پاکستان

محدث نیک آبادی **محمد اشرف قادری** حضور خواجہ بیر مفتی

پیشکش بزم قادریہ اشرفیہ "الجامعة الاشرفیة" گجرات

www.qadriaashrafi.com

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْقَاہِرِیْنَ عَلٰی عَدُوِّہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ یُعَارِضُوْنَ مُعَاوِدِہٖ۔
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ۭ ط بَلْ
اَحْیَآءٌ وَلٰکِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اسلام کا پھلنا پھولنا یہود و نصاریٰ کو روزِ اول سے ہی نہیں بھایا اسی لیے انھوں نے
اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے روزِ اول سے ہی مکرو فریب اور سازشوں کے جال بچھانے
شروع کر دیئے، فتنہ خوارج اور فتنہ رافضیت اسی مکرو فریب کی یادگار ہیں۔ ایک طرف حضور ﷺ
کے زمانہ مبارک میں ہی رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اور اُس کا ٹولہ دن رات اسلام کے خلاف
سازشوں میں مشغول تھا، حضور ﷺ کے وصال کے بعد سبائی فرقے نے جنم لے لیا جس کا بانی
عبد اللہ بن سباء تھا۔ عبد اللہ بن سباء ایک یہودی تھا جس نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا تھا لیکن
در پردہ یہ بھی اسلام کے خلاف یہودی کی ایک سازش تھی۔ اس شخص نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل
بیت کی محبت کو ڈھونگ رچایا اور صحابہ کرام علیہم السلام کی خدمات کو مشکوک بنانے کیلئے مختلف
اعتراضات شروع کر دیئے۔ انہی اعتراضات میں سے بارِ غُذک کا معاملہ، حضرت علیؓ علیہ السلام
وَجَنَّةُ النِّعَمِ کو خلیفہ اول بلا فصل قرار دینا، قرآن کو محرف قرار دینا اور اسی طرح کے دیگر اعتراضات
سے صحابہ کرام علیہم السلام کی شخصیات کو متنازعہ بنا دیا اور اس طرح وہ ایک جماعت کو اپنا ہمنوا
بنانے میں کامیاب ہو گیا یہی فرقہ روافض کہلایا۔ اس فرقے کے بارے میں حضور ﷺ نے اپنی
اُمت کو خیردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قال علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ یُظْہِرُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یُّسَمُّوْنَ الرَّافِضَةَ یُرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ۔

(اخرجه احمد بن حنبل فی المسند ۱۰۳/۱ رقم ۸۰۸ مؤسستہ قرطبہ مصر و ابوہی علی فی

المستند ۳۵۹/۴ رقم ۲۵۸۶ دار المأمون للتراث دمشق وطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۲/۲۴۲ رقم ۱۴۹۹۷ مکتبۃ الزہراء الموصل۔ وعسقلانی فی المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانية ۱۲/۵۳۱ باب: الرقص، رقم ۲۹۹۵ دار المعاصمۃ السعودیۃ

حضرت علیؑ رحمۃ اللہ تعالیٰ ورحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جس کا نام رافضہ ہوگا وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

امام ابو یعلیٰ، امام طبرانی اور امام ابن حجر عسقلانی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:
ویلظونہ قاتلوہم فإنہم مشرکون۔

ہندوستان میں روافض مغلیہ دربار میں اس وقت داخل ہوئے جب جہانگیر نے ایک شیعہ عورت نور جہاں سے شادی کر لی جو مشہور شیعہ مجتہد نور اللہ شوستری کی شاگرد تھی۔ یہ وہی نور اللہ شوستری ہے جس نے جہانگیر کے سامنے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی، جہانگیر نے فوراً تلوار نکالی اور نور اللہ شوستری کو جہنم رسید کر دیا۔ نور جہاں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، اس نے جہانگیر سے کہا جان من! یہ تم نے کیا کر دیا؟ جواب میں جہانگیر نے کہا: جان من! جان دیدہ ایمان نہ دیدہ۔ یعنی جان من! میں نے تمہیں جان دی ہے اپنا ایمان نہیں دیا۔

نور جہاں کے رفض کے اثرات خاندان مغلیہ پر ہوئے یہی وجہ ہے کہ اورنگزیب کا بیٹا محمد شاہ شیعہ تھا۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد جب محمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس نے بادشاہی مسجد کا خطیب شیعہ مقرر کر دیا لیکن جوں ہی وہ شیعہ خطبہ پڑھنے کے لیے بادشاہی مسجد کے دروازے سے داخل ہوا، ایک شخص جو تلوار لے کر کھڑا تھا اس نے ایک ہی وار سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اس طرح محمد شاہ نے مجبوراً بغاوت کے ڈر سے بادشاہی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا۔

حضرت امام ربانی محمد ولیؑ ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مکتوبات اور دیگر تصانیف

میں روافض کا شدید رد فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر رافضیت کی دجیاں بکھیر دیں۔ جب تحفہ اثنا عشریہ چھپ گئی تو ایران سے ایک شیعہ مجتہد کتابیں لیے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے مناظرہ کرنے کے لیے ہندوستان آیا۔ خانقاہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس کے قیام کے لیے مناسب انتظام کیا۔ امام فضل حق خیر آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو اس وقت باہ سال کے تھے شیعہ مجتہد کی کیفیت معلوم کرنے کی غرض سے اس کی قیام گاہ پہنچے۔ شیعہ مجتہد نے پوچھا: ”میاں صاحبزادے کیا پڑھتے ہو؟“ آپ نے جواب دیا:

”شرح اشارات، شفاء اور افق المبین وغیرہ دیکھتا ہوں۔“

یہ سن کر مجتہد حیران رہ گیا اور افق المبین کی ایک عبارت کا مطلب پوچھ بیٹھا۔ آپ نے ایسی مدلل تقریر فرمائی اور صاحب افق المبین پر متعدد اعتراضات کیے تو شیعہ مجتہد ہکا بکارہ گیا اور جب اس نے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی تو علامہ فضل حق خیر آبادی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا جس پر شیعہ مجتہد کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ جب آپ نے دیکھ لیا کہ اب شیعہ مجتہد کا سارا غرور خاک میں مل گیا ہے تو اپنے ہی وارد کیے ہوئے اعتراضات کے ایسے انداز میں جوابات دیئے کہ مجتہد اور اس کے ہمراہی انگشت بدبداں رہ گئے۔ آخر میں آپ یہ کہہ کر رخصت ہوئے کہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز کا ادنیٰ شاگرد اور کفش بردار ہوں۔ شیعہ مجتہد نے جب محسوس کر لیا کہ جب اس خانقاہ کے ایک بچے علم و فضل کا یہ حال ہے تو خود شیخ کے علم و فضل کا کیا حال ہوگا۔ تو رات ہی کتابیں سمیٹیں اور ایران روانہ ہو گیا۔ جب حضرت شاہ عبدالعزیز رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو حضرت علامہ فضل حق کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ نے حضرت علامہ کو پیار سے ڈانٹا اور فرمایا:

”مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاتا وہ ہم سے گفتگو کرنے آئے تھے ہم خود ان سے ٹیٹ لیتے۔“

چودھویں صدی ہجری میں امام اہل سنت مفتی شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رافضیوں کے رد میں مستقل تصانیف فرما کر اس فتنے کا ناطقہ بند کر دیا۔

حضور ﷺ کے فرمان کے موافق روافض نے اسلام کو چھوڑ دیا اور صحابہ کرام علیہم السلام پر تبراکرنا اور نماز جیسی عظیم عبادت کو چھوڑ کر ماتم و سیدہ کو بی کاسلسلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ شیعہ جن کا ماتم کرتے ہیں اگر ان کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور حضور ﷺ سے اشارہ کرتے ہیں تو سورج واپس لوٹ آتا ہے اور دوبارہ تب غروب ہوتا ہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ و بیہ الحکمہ عصر کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ شیعہ مجتہد شیخ صدوق نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:

”اسماء بنت عمیس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سورہ تھے اور آپ کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش میں تھا کہ عصر کا وقت ختم ہو گیا اور آفتاب غروب ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے دعا کی پروردگار یہ علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو ان کے لیے آفتاب کو پلٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے کہ جس خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد طلوع ہو گیا اور ایسا کہ کوئی زمین اور کوئی پہاڑ ایسا نہ باقی رہا کہ شعاعیں ان پر نہ پڑ رہی ہوں۔ یہاں تک کہ علی علیہ السلام اٹھے وضو کیا اور نماز پڑھی اس کے بعد آفتاب غروب ہو گیا۔“

(آخر جہ الصدوق فی من لا یحضرہ الفقیہ (مترجم) ۱/۱۱۲ الکساء پبلشرز کراچی ترجمہ: حسن امداد)

یہ واقعہ تو حضور ﷺ کی حیات ظاہری کا ہے، شیخ صدوق نے آپ ﷺ کے وصال

کے بعد کا اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ من لا یحضرہ الفقیہ ۱/۱۱۲ پر نقل کیا ہے، اس واقعہ

جو نماز قضا ہوئی وہ بھی عصر ہی کی نماز تھی۔ ۴

ان ”مجان علی“ سے پوچھا جائے کہ کیا تم نے بھی اپنی زندگی میں کبھی عصر کی نماز پڑھی

ہے؟

اب آئیے ذرا قرآن اور خود شیعہ کتب کی روشنی میں مروجہ ماتم کا مختصر جائزہ لیتے

ہیں۔ آیت جو شروع میں پیش کی گئی اس کا ترجمہ یوں ہے:

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(کنز الایمان)

اس آیت کے تحت تفسیر نمونہ میں لکھا ہے:

”راہ خدا اور طریق حق و عدالت میں شہادت کا معنی فنا، تابودی اور مرنا نہیں بلکہ اس

کا مطلب ہمیشہ کی زندگی اور ابدی افتخار و اعزاز ہے۔“

(تفسیر نمونہ ۳۷۱/۱ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ترجمہ: صفدر حسین نجفی)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ تصور کرنے کی بھی ممانعت فرمادی ہے اور

فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

يُرْزَقُونَ۔

(آل عمران: ۱۶۹ پارہ ۳)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب

کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

(کنز الایمان)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَمْسَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔

(النحل: ۹۷ پارہ ۱۴)

ترجمہ: جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی
جلائیں گے۔

(کنز الایمان)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ شہداء زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق پاتے ہیں اور
زندہ جاوید کا ماتم نہیں کیا جاتا۔

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جزع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا:
أَشَدُّ الْجَزَعِ الصَّرَاحُ بِالْوَيْلِ وَالْعَوِيلِ وَلَطَمِ الْوُجْهِ وَجَزَّ الشَّعْرِ مِنَ
النَّوَصِيِّ وَمَنْ أَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ۔

(آخر جرحہ الکلبینی فی الفروع من الکافی ۲۲۳/۳ کتاب: الجنائز، باب: الصبر والجزع
والاسترجاع، دار الکتب الاسلامیہ تہران)

یعنی شدید جزع یہ ہے کہ کوئی شخص زبان سے ویل عویل الفاظ چیخ کر نکالے اور اپنے
چہرہ کو پیٹے اور پیشانی کے بال نوچے اور جس نے نوحہ قائم کیا پس اس نے صبر کو چھوڑا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّبْرَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَبْقَانِ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ فَيَأْتِيهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُورٌ وَإِنَّ
الْجَزَعَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَبْقَانِ إِلَى الْكَافِرِ فَيَأْتِيهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَزُوعٌ۔

(آخر جرحہ الکلبینی فی الفروع من الکافی ۲۲۳/۳ کتاب: الجنائز، باب: الصبر والجزع
والاسترجاع، دار الکتب الاسلامیہ تہران)

یعنی بیشک مصیبت اور صبر دونوں مومن کی طرف بڑھتے ہیں جب مصیبت آتی ہے تو وہ
صبر کرتا ہے اور جزع و فزع و بلائیں کافر کی طرف بڑھتے ہیں جب بلا نازل ہوتی ہے تو وہ جزع
و آہ و زاری شروع کر دیتا ہے۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ۹۶/۱ الکساء پبلشرز کراچی، ترجمہ: حسن امداد)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ سکینہ کو شہادت سے کچھ

دیر پہلے یوں وصیت کی:

”میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اس فرزند صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے عیال و یتیموں اور ہمسائیوں کے باب میں کہ سب کے ساتھ سلوک کرنا اور جبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور تالہ و قریا ذکر نہ رونا۔“

(ذبح عظیم صفحہ ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بیکسی کے حالات کتب خانہ اثنا عشری لاہور)

شیخ الحدیث مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی امداد اللہ حبیب کی شخصیت اہل سنت کے علمی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ جامع الصفات انسان ہیں، آپ بیک وقت شیخ الحدیث بھی ہیں اور شیخ القرآن و التفسیر بھی، مفتی بھی ہیں اور محدث بھی، مقرر اور مصنف بھی ہیں اور کامیاب مناظر بھی ہیں۔ فضل حسین دیوبندی کے ساتھ دُعا بعد نماز جنازہ کے موضوع پر اور غیر مقلدین کے مایہ ناز مناظر بزم خورشید سلطان الناظرین عبدالقادر روپڑی کے ساتھ میلاد شریف کی شرعی حیثیت کے موضوع پر جہلم شہر میں ہونے والا مناظرہ آپ کے یادگار مناظروں میں سے ہیں جہاں آپ نے اپنے مد مقابل ملاؤں کو شکست فاش سے دوچار کر کے حق کا شمس فی نصف النہار واضح کر دیا۔ رو بد مذہبیاں پر آپ کو پید طولی حاصل ہے۔ آپ کا فتویٰ ”کتب شیعہ سے مروجہ ماتم کی ممانعت“ بھی آپ کی جلالت علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے جس میں آپ نے شیعوں کی کتب سے ہی سیاہ لباس پہننے اور سیدہ کو بی کی ممانعت کا ثبوت پیش کر کے عوام اہل سنت کو بہترین علمی مواد فراہم کر دیا ہے۔ عوامی علمی حلقوں کی طرف سے کافی عرصہ سے اس فتویٰ کو کتاب کی شکل میں شائع کرنے کے بارے میں بے حد اصرار کیا جا رہا تھا اسی اصرار کے پیش نظر اب اس فتویٰ کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا

ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قبلہ مفتی صاحب اطال اللہ علیہ کے علم و عمل اور عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے، تاکہ آپ اسی طرح دین کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ اور اس فتویٰ کی اشاعت میں جن جن حضرات نے واسے، ورے، قدمے یا نغنے تعاون کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

شہزاد احمد مجددی جہلمی

یکم ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیاہ لباس :

شیعہ محدثین اور فقہاء و مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ سیاہ لباس حرام و سخت ممنوع ہے۔
دلائل ملاحظہ ہوں :

۱: شیعوں کے رئیس الحدیث شیخ صدوق ابو جعفر محمد علی بن حسین بن بابویہ قمی بسند معتبر امیر المؤمنین علی المرتضیٰ عظمیٰ اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
”لَا تَلْبَسُوا لِبَاسَ اَعْدَائِنَا“ قَالَ مُصَنِّفُ هَذَا الْكِتَابِ: ”لِبَاسُ
- الْأَعْدَاءِ هُوَ السَّوَادُ۔“

”میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو۔ مصنف یعنی شیخ صدوق شیعہ کہتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا لباس سیاہ لباس ہے۔
”(عیون اخبار الرضا“ ج: ۲، ص: ۲۲، سطر: ۱۶ و ۱۷ مطبوعہ ایران)

۲: شیعہ حضرات کے یہی شیخ صدوق رقمطراز ہیں کہ:
”قَالَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيمَا عَلَّمَ اصْحَابَهُ: لَا تَلْبَسُوا
السَّوَادَ فَإِنَّهُ لِبَاسُ فِرْعَوْنَ۔“

”امیر المؤمنین علی عظمیٰ اللہ تعالیٰ وجہہ نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہوئے
ارشاد فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے۔
”(من لا یحضرہ الفقیہ“ ج: ۱، ص: ۱۶۳، سطر: ۱، مطبوعہ ایران)

۳: مشہور شیعہ محدث علامہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور شیخ صدوق بسند معتبر روایت
کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارے میں فرمایا کہ:
”إِنَّهُ لِبَاسُ أَهْلِ النَّارِ۔“

”بے شک وہ (سیاہ لباس) جہنمیوں کا لباس ہے۔“

”اے پاک سطر، اے مقدس علم، اب اس لیے فرمایا کہ وہ قیامت
 اور اجنبی میرے پاس (حوض کوثر) آئے گا جو پہلے جنت سے لیا وہ
 سیاہ اور بہت ہی کالا ہوگا۔ اس کے اٹھانے والے پہلوں کی طرح مجھے جواب
 دیں گے۔ پھر میں ان سے کہوں گا کہ میں نے تم میں دو بزرگ چیزیں
 (قرآن و حضرت رسول) چھوڑی تھیں تم نے ان سے کیا کیا؟ کیا تم نے
 انہیں گے کہ کتاب خدا کی تو ہم نے کفالت کی اور آپکی حضرت کی ہم نے
 خدمت کی، ہم نے ان کو نقل و بردار کیا اور پرامتدہ کر دیا۔ میں ان سے کہوں
 گا کچھ سے اور وہ جاؤ۔ چنانچہ وہ تکت لب اور سیاہ حوض کوثر سے لوٹ
 گیا کیونکہ ”اَعْلَا، لَعْدُونَ اَنْتُمْ“ مسطور فی مسطور علیہ السلام

نتیجہ:

صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب کے مطابق:

۱: حضرت رسول (خصوصاً امام حسین زہر اللہ تعالیٰ عنہ و غیرہ) کے قاتل سیاہ جھلے والے
 ہیں۔

۲: قرآن مجید کی کفالت کرنے والے بھی ایسے لوگ ہیں۔

۳: قیامت کے روز یہ نبی سے اور ان کے پیروں سے سیاہ ہو گئے۔

۴: سیاہ جھلے والوں کو حوض کوثر کا پانی اور حضور و علی و زینہ و سلم کی شفاعت
 نصیب نہ ہوگی۔

تَرٰ جُؤْمًا قَتَلَتْ حُسَيْنَ
 فَنَافَعَةُ جُؤْمٍ يَوْمَ الْحُسَيْنِ

قرآن حکیم اور کتب شیعہ سے ماتم و نوح کی ممانعت:

حیثیت پر مبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اپنی نصیحت یا ممانعت الہیہ سے کوئی کر کے ماتم کرنا
 ناجہتی ہے اسے اور ادا کرنا، چہرے سے لایسے پر لٹا کے ادا کرنا، چہرہ وہاں لٹو چٹا، کچھ سے بچالہ، بدن
 کو ڈھکی کر لینا، لوح و چراغ کو زخمی کرنا وغیرہ یہ باتیں خلاف مبر اور ناجا کر و حرام ہیں ہاں جب خود
 بخود دل پر رقت طاری ہو کر آنکھوں سے آنسو بہہ لگیں اور گریہ آجائے تو یہ رونا نہ صرف جائز بلکہ
 موجب رست و آداب ہوگا۔ لہذا یہ یہ مضمون افانل کی روشنی میں ممانعت قرار دیتے۔
 "وَاللّٰهُ يَهْدِي الشَّيْءَ"

۸: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا تَقْرَأُوا كِتَابَ الْفَرِيقِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ دِينًا"

"اسے ایمان والا مبر کیا کرو۔"

۹: مشہور شیعہ خطیر علامہ شیخ بن ابی حمزہ علی بن ابی حمزہ لیل کا تہائی اور مشہور شیعہ محدث اور
 شیعہ حضرات کے محدث الاسلام علامہ محمد بن یحییٰ بن علی آیت اللہ کی تفسیر میں امام باقر صادق
 زہرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
 "أَصْبَرُوا عَلَى الْعَصَابِ"
 "مصلبتوں پر مبر کیا کرو۔"

("تفسیر قمی" ج: ۱، ص: ۱۲۹، مطبوعہ ایران و "تفسیر صافی" ص: ۱۱۰،

سطر ۱۵/۱۶ مطبوعہ ایران ۱۳۳۲ھ و "کافی" ج: ۲، ص: ۱۲، سطر: ۱۲ مطبوعہ ایران)

۱۰: شیعہ حضرات کے علامہ محمد بن علی بن ابی حمزہ نے کہا تھا روایت کرتے ہیں:

"مَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ
 الرِّاسِ مِنَ الْجَسَدِ فَإِذَا نَقِبَ الرِّاسُ نَقِبَ الْجَسَدِ كَذَلِكَ إِذَا نَقِبَ
 الصَّبْرُ نَقِبَ الْإِيمَانِ"

"حضرت امام حکیم جت عارف بن عبد المطلب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سلّم! فلان نظر اللہ! (وہ معرواف (نیک) لایا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ فرمایا کہ اسے کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ (بوقت مصیبت) چہرے کو زخمی نہ کرو اور نہ خسار پہ ٹہانچے اور نہ بال لوہو نہ گر بیان چاک کرو نہ سیاہ لباس پہننا ہائے ہستے اور ہلاکت ہلاکت نہ پھارو اور نہ ہی (ہاتھ کرتے ہوئے) قبر کے پاس کھڑے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرطوں پر اکتفا رحمت کر لیا۔"

(تفسیر قفنی ج: ۲، ص: ۲۱۵ و تفسیر صافی ص: ۵۳۱ مطبوعہ نمبر: ۲۲ و کافی ج: ۵، ص: ۵۶۷ مطبوعہ نمبر: ۱۵ و حیات الطوب ج: ۲، ص: ۲۱۰ مطبوعہ نمبر: ۱۲ مطبوعہ ایران)

۱۳: شیوخ حضرات کے علماء کلمی نے آیہ لکھنے کی کتب میں بالکل یہی مضمون امام جعفر صادق

رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ (مکتبہ اسلامی ج: ۱۰ مطبوعہ مدرسہ مطبوعہ ایران)

۱۵: مشہور شیوخ معتکف امام باقر بن محمد علی مجلسی رقمطراز ہے کہ:

"حضرت رسول (نبی فرمودار گویہ بلند و لوحہ کردن در مصیبت"

"حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت میں بلند آواز سے رونے اور نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔"

(حلیۃ المتین ص: ۲۰۲، مطبوعہ نمبر: ۲۲ مطبوعہ ایران)

۱۶: یہی مجلسی صاحب لکھتے ہیں:

"نبی فرمودار طبعاً ہر روز دن در وقت مصیبت۔"

"اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت مصیبت چہرہ پریشی سے بھی منع

فرمایا۔" (مکتبہ اسلامی ج: ۱۰ مطبوعہ ایران)

۱۷ مشہور شیعہ محقق مدرّس نعمانی علی بن محمد ایرانی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا:

"بَطْلُ الْقَصْرِ عَلَى قَدْرِ الْمُعْصِيَةِ وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى قَبْلِهِ
بِنَدْمٍ مَعِيَهُ لَيْسَ بِأَعْدَى شَيْءٍ لِمَنْ تَلَقَّى كَلِمَتَهُ"

"مہرِ بطلانِ عصیت نازل ہوتا ہے اور جس نے عصیت کے وقت اپنے ہاتھوں پر مارا تو اس کا جواب اس کے گل پر ہوا دے ہو گئے۔"

(شرح نہج البلاغۃ، آئینِ مبشر، ج: ۵، ص: ۵۹۹، سطر ۱۹، مطبوعہ ایران ۱۳۵۱ھ)

۱۸ شیعوں کے مستحدث علماء کلمی راوی کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا:

"وَاللَّهِ لَا أَفِي تَكُونُ سَبَّةً لِلشُّرُكِ فَعَرَى وَالْحَرُوتُ فِي يَدِي"

"خدا کی قسم! اگر گناہ و سب سے بڑا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر دروازے سے چلا کر اپنے رب سے فریاد کرتی۔"

(کافی کتّاب الروضہ، ص: ۲۳۸، سطر نمبر ۳، مطبوعہ ایران)

۱۹ شیعہ محقق علامہ سید اکبر طالقانی تحریر کرتے ہیں:

"وَبِأَعْيُنِنَا السُّلُطَةُ وَالْغَدَشُ وَجَزَاءُ الشُّعْرِ اجْتِمَاعًا"

"عصیت کے وقت چہرہ یا سینہ پر ہاتھ لگانا اور بال کا ناکام آمت کے اتفاق سے حرام ہے۔"

(فروع کافی، ج: ۳، ص: ۲۲۳، کا حاشیہ (۲) سطر نمبر ۴، مطبوعہ ایران)

۲۰ شیعہ مذہب کی معتبر و جہول امام کتاب "تختہ العوام" کا مصنف و قطار ہے کہ

"صاحبِ عصیت کیلئے اپنا منہ پھینکا ہوا ہاتھ لگانا اپنے آپ کو زخمی کرنا

اور بال نوچنا وغیرہ حرام ہے خواہ اعزہ کے مرنے میں یا غیرہاں کے۔"

(آئینۂ حلالۃ العوام، مسئلہ علماء شیعہ، تصحیح و تنقیح ص: ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳)

۱۴۱ ہارٹس مال تشیع ماباقر مجلسی فتویٰ ایچے ہیں کہ

”حقیر نیست خراشیدن رو و کشدن و بریدن مو و انحوط
آنست کہ طمانجہ بر زو و رانہ و غیر آن نرند۔ و واجب
است کشارہ قسم بر آنیکہ موئی سر را بکند در مصیبت
بیاروئی خود را یا خراشند کہ خون بر آید و بر مردیکہ
در مرگ فرزند خود یا زن خود جامہ چاک کند۔“

”مصیبت کے وقت چہرہ زخمی کرنا اور بال لڑھکا ہوا تو نہیں اور احتیاط
یہی ہے کہ چہرے اکٹھے اور بدن کے دیگر حصوں (مثلاً سینہ وغیرہ)
پر بال بچے نہ ماریں اور جو سات مصیبت میں سر کے بالی اکٹھا کرنے یا اپنا
چہرہ پھیلے کہ خون بھرت چلے، نیز ایمان و جواب پانہ لرزہ یا بیہوشی کی موت
پہنچنے کا کہ اس پر قسم کا شمار واجب ہے۔“ (ملاحظہ)

(”زاد المعاد شیعہ“ ۳۵۵ و ۳۵۶، مطبوعہ مطبعۃ اتقا، ۹، ونمبر: ۳، طبع قدیم ایران)

معلوم ہوا کہ :

شیعہ مذہب میں :

۱: ماتم (یا الخویص) مذہب سے پہلے مذکور کرنا محنت گناہ و حرام ہے۔

۲: ماتم کرنا خدا اور رسول و ائمہ علیہ السلام کا سخت تاقرمان اور اجماع امت کا مخالف

ہے۔

۳: اس کا ثواب اور نیک اعمال سب برباد ہیں۔

۴: حال سمجھ کر ماتم کرنا سخت بددین ہے بلکہ بد عمل بھی ہے۔

۵: مائتہ المائتہ کے اور کلاب پر کٹا رو دیا واجب اور آجھہ اس گناہ سے توبہ دینا ضروری لازم ہے۔

ما تم بخیر، امام یا شہید کا بھی جائز نہیں:

۴۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

”لَوْلَا أَنَا لَمْ تَمُوتْ بِالنَّصْرِ وَكُنْتَ فِي الْجَزَاءِ لَأَنْتَ لَكَ عَلَيْكَ مَا
الشُّنُونُ۔“

”اگر آپ نے مجھے میرے حکم سے نہ دیا ہوتا اور ما تم کرتے سے ملنے نہ کیا ہوتا

تو ام آپ کا ما تم کرتے آجھوں اور دماغ کا پانی نکل کر مریجے۔“

(شرح نہج البلاغۃ لابن میثم الشیعہ ج: ۴، ص: ۴۰۹، مطبوعہ: ۱۴۰۰ مطبوعہ)

ندیم ایران ۱۴۶۱ھ)

۴۴: شیعہ محدث علامہ مجلسی اور ابن ابی شیبہ معتبر امام کا باقر ہر طے نقل سے

روایت کرتے ہیں کہ:

”لَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ إِيَّاكَ عَلَيْهِ
السلام لَأَنْتَ لَمْ تَمُوتْ فَلَا تَخْبِشْ عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَنْفُشْ عَلَيَّ شَعْرًا
وَلَا تَنْفُشْ بِأَنْفِي وَلَا تَنْفُشْ بِفِي تَنْفُشْ“

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے

مذہب کو صحت فرمائی کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پر اپنا چہرہ نہ ڈھکی

کرنا، نہ مجھ پر ہال کھولنا، نہ ہالے ہاکت، نہ کہہ کر پکارنا اور نہ ہی

مجھ پر نوک کرانا۔“

٢، صفره: ١٩٤، سطر ثمن: ٢٩، مطبوعه ابرو "جلاء القيون" صفره:

۶۵، سطر نمبر: ۱۳، مطبوعہ: ایران)

۱۳ شیعوں کے تیس ائمہ میں شیخ صدوق رقمطراز ہیں:

عَنْ حُفَظٍ بْنِ مُتَمِّلَةَ أَوْصَى عَلِيًّا مَا تَوَجَّهَ فَقَالَ لَا تَكُنْ مِمَّنْ أَحَدُكُمْ عَلَى خَلْقٍ وَلَا شَيْءٍ عَلَيْهِ.

”امام خضر صادقؑ نے کہا کہ جس نے اپنے اہل اہل بیت کے وقت پر ہمت لے لی کہ ہر گز تم میں سے کوئی شخص میرے باق میں زعفران پہننا نہ مارے، اور ہر گز مجھ پہ گریبان چاک نہ کرے۔“

(“ذعانہ الاسلام” صفحہ: ۱۳۰، ابتدائی سطور نسخہ قلمی)

کر بلا میں امام حسینؑ پر رحمہ اللہ کی وصیت

۱۳۵ شہید شیعہ مصنف احمد علی ابن ابی طالب حجر بن عدی اور علامہ قمر مجلی وغیرہ علامہ امام حسین رحمہ اللہ کے دستِ اہلبیت کرتے ہیں کہ آپ نے شیعہ ملاحور و میدانِ کار بلا میں اپنی ہمشیر و نسب کو زوردار الفاظ میں وصیت فرمائی کہ:

لَا تَقْرَأُ فِيهَا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُ فِيهَا مَنَاجِدَ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ وَلَا سَعِيًّا مِمَّا يُسْمَعُ وَلَئِن كُنْتَ تُدْرِكُ فِيهَا الْوَلَدَ أَن يَقُولَ سَمِعْتُ وَالْآبَاءَ لَا يَسْمَعُونَ

”اے یمن! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو میری قسم پر دلی گواہی کہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھ پہ گریبان چاک نہ کرے، اے مجھ پہ چہرہ نہ لپٹا اور نہ مجھ پر اوڑھنا اور اسے ہلاکت دینے ہلاکت کے الفاظ نہ کہے۔“

(“اعلام الوری باعلام الہندی برہاش اخبار ماتم” ص: ۲۳۵، سطر نمبر: ۲۶)

و"اخبار ماتم" ص: ۲۱۱ سطر نمبر ۱۱، و"جلاء العيون" ص: ۳۸، سطر نمبر: ۲۶)

اخبارِ ماتم کے شیعہ حوزہ و شارع نے یہ دیت بائیں الفاظِ نقل کی ہے کہ:

"اے یمن! انھیں ہماری قسم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ میں رہیں، ہمارے شہادت پاؤں (نہاد) ہرگز نہ گریبان و زانیں چاک نہ کرے، اور عداوتیں نہ لگائیں، نہ مارے، نہ کوئے، نہ چٹا لے، نہ سر کے نہ ٹھونکا، نہ لڑے، نہ وارے، نہ جلیے، نہ جلانے سے نہ چلائے۔" (تفسیر المیزان، مرقمہ، ص ۱۰۰)

ایک شب:

فرشتوں نے جنابِ اہل بیت علیہم السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو:

"أَلَكِلْتُمْ أَمْرًا لِّيْ صَرًّا فَصَلُّوا وَجْهَكُمْ"

"آپ کی بیٹی (سارہ) کو صراحت (اگلائے) لگیں، میں اپنے منہ سے یہ لیا۔"

(تفسیر المیزان، ص ۱۰۱)

معلوم ہوا کہ امام کریم حضرت سارہ علیہا السلام کی ولادت کی سلسلہ ہے۔

شب کا ازالہ:

کوئی شیعاں آیت سے حضرت سارہ کا امام کیسے مٹنا ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قدیم ترین شیعہ مفسر علامہ سیوطی کے مطابق یہاں "صکت" پیچھے کے معنی میں نہیں ہے۔

۲۶: وہ لکھتے ہیں:

"وَأَلَكِلْتُمْ أَمْرًا لِّيْ صَرًّا لِّيْ جَسَدًا فَصَلُّوا وَجْهَكُمْ"

"خُطُّوا بِمَا بَشَرَكُمْ جَسَدًا لِّيْ بَشَرًا"

"سارہ عورتوں کی جماعت میں آئیں اور حیات اپنے چہرہ و جانب

لیا کیونکہ جہاں تک جسدِ انسانی کے متعلق ہے، میں نے انہیں اپنی جگہ کی پیدائش کی خوشخبری

سنائی تھی۔" (تفسیر القمی، ج: ۲، ص: ۲۳۰، مطبوعہ ایران)

اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی تو شیعہ صاحبان کو چاہیے کہ امام شہداء کی بجائے بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سن کر امام کریم کے معمولات میں تا کر اپنے خیال کے مطابق سنت ماہ پر عمل پیرا ہو سکیں۔

مہندی، پنچہ، گھوڑا و تعزیہ :

کہا جاتا ہے کہ کر بلا میں قاسم (بن حسن زین العابدین علیہ السلام) کی شادی ہوئی تو حضرت قاسم نے مہندی لگائی۔ مروجہ رسم مہندی نکالنے کی اسی کی نقل ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت مخفی نہیں کہ کر بلا کا معرکہ خونیں، شادی کا موقع ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ نیز مہندی پانی میں ملا کر لگائی جاتی ہے اور اہلبیت کیلئے تو پانی بند تھا۔ یونہی پنچہ و گھوڑا نکالنا اور مروجہ تعزیہ بنانا یہ سب بدعات باطلہ اور انصاف میں داخل ہیں۔ ائمہ اہلبیت سے ان چیزوں کی قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ فی الحقیقت یزیدیوں نے تو صرف ایک دفعہ اہلبیت پر مظالم ڈھا کر کوفہ و دمشق کے بازاروں میں گھمایا تھا لیکن یہ لوگ ہر سال یزیدیوں کے کرتوتوں کی نقل بنا کے گلی کوچوں میں گھماتے پھرتے ہیں۔ پھر اس پر دعویٰ محبت بھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

کتاب شیعہ سے ماتم و نوحہ دیکھنے اور سننے کی ممانعت :

۲۷: شیعہ حضرات کے شیخ صدوق نقل کرتے ہیں:

”تَهْمَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمُجَسِّبَةِ وَتَهْمَى عَنِ الْبَيْحَةِ وَالْإِسْتِمَاعِ إِلَيْهَا۔“
 ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت مصیبت بلند آواز سے چلانے، نوحہ و ماتم کرنے اور سننے سے منع فرمایا۔“

(”من لا یضرہ اللقیہ“ ج: ۳، ص: ۳، سطر نمبر: ۳، مطبوعہ ایران)

ماتم کی ابتداء:

سب سے پہلے ابلیس نے ماتم کیا تھا۔

۲۸: علامہ شفیق بن صالح الحسینی عالم لکھتے ہیں کہ:

”شیطان کو بہشت سے نکالا گیا تو اُس نے نوحہ (ماتم) کیا۔“

(”مجمع المعارف“ ص: ۱۲۲، سطر نمبر: ۱۶، مطبوعہ ایران)

۲۹: ”امام حسین (ع) اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا باقاعدہ ماتم کوفہ میں آپ کے قاتلوں نے کیا۔“

(”ذیکھوجلاء المینون“ ص: ۲۲۴، سطر نمبر: ۱، و ص: ۲۲۶، سطر نمبر: ۱)

(۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ ایران)

۳۰: ”پھر دمشق میں یزید نے اپنے گھر کی عورتوں سے تین روز تک ماتم کرایا۔“

(”جلاء المینون“ ص: ۲۴۵، سطر نمبر: ۱۹ تا ۲۵، مطبوعہ ایران)

موجودہ طریق ماتم کا آغاز کب ہوا؟ اور کس نے کیا؟

بارہ اماموں کے عہد تک موجودہ طرز ماتم کا یہ انداز روئے زمین پر کہیں موجود نہ تھا۔ چوتھی صدی ہجری میں اطمین اللہ عباسی حکمران کے ایک مشہور امیر میر بن عبد اللہ (جو آل بویہ سے تھا) نے یہ طریق ماتم ویدعات عاشورہ ایجا وکیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”فِي سَنَةِ الثَّمِنِينَ وَخَمْسِينَ (وَكَلْبِهَا) يَوْمَ عَاشُورَاءَ الزَّمِ
مُعِزُّ الدَّوْلَةِ النَّاسَ بِفُلَيْهِ الْأَسْوَاقِ وَمَنَعَ الطَّبَاخِينَ مِنَ الطَّبْخِ وَنَصَبُوا
الْقُبَابَ فِي الْأَسْوَاقِ وَعَلَقُوا عَلَيْهَا الْمُسُوحَ وَأَخْرَجُوا نِسَاءَ مَنَشُورَاتِ
الشُّعُورِ يَلْطَمْنَ بِالشَّوَارِعِ وَيَقُمْنَ الْمَائِمَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَهَذَا أَوَّلُ يَوْمٍ
يُحْمَلُ عَلَيْهِ بِبَغْدَادَ“

”سن ۸۵ھ میں عاشوراء کے روز معزز الدولہ نے بازار بند کرادیے، باورچیوں

کو کھانا پکانے سے منع کر دیا اور بازاروں میں کلمہ دار لکڑیاں نصب کرا کے اُن پر ٹاٹ ڈلوادیے عورتوں کو اس طرح باہر نکلنے کا حکم دیا کہ بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئیں سڑکوں پہ امام حسین کا ماتم کریں۔ بغداد میں یہ پہلا دن

تھا جس میں حسین (ع) اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا گیا۔“

(”تاریخ الخلفاء“ ص: ۲۷۸، مطبوعہ مجتہانی دہلی)

مشہور مستشرق HITTی اس دور کے متعلق لکھتے ہیں:

Shia festivals were now established particularly the public morning on the anniversary of Al Hussain,s death (10th of Moharram) (ص: ۴۷، مطبوعہ لندن، ۱۹۵۳ء)

(History of the Arabs)

”شیعہ میلے پہلے اس دور میں قائم ہوئے خاص طور پر حضرت امام حسین کا پبلک مقامات پر ماتم جو دسویں محرم کو ہوتا ہے اسی دور کی ایجاد ہے۔“
جسٹس امیر علی بھی رقم طراز ہیں:

Muiz ud dawla although a pattern of arts and literature, was crud by nature. He was a shiah, and it was he who established the 10th day of the Moharam as a day morning in commemorationg of the massacre of Karbla. (ص: ۲۰۳، SHORT HISTORY)

”معز الدولہ اگرچہ علم و ادب کا مربی تھا مگر اسکی فطرت بہت ظالم تھی۔ وہ شیعہ تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے دسویں محرم کو شہادت کر بلا کی یاد میں ماتم کا یہ طریقہ قائم کیا۔“ (عقبات ص: ۲۰۱)
ڈاکٹر براؤن نے ”تاریخ ادبیات ایران، ج: ۲، ص: ۵۱، ۵۰“ میں بھی یہی مضمون لکھا ہے۔



ہو اعلیٰ القادر

عظیم دینی درس گاہ ”الجامعۃ الاشرفیۃ“ علی مسجد گجرات کے

داخلہ جاری ہے

تمام
شعبہ جات
میں

زیر اہتمام: حضور خواجہ میر مفتی محمد اشرف قادری محدث نیک آبادی

سجادہ نشین مرکزی خانقاہ قادریہ، عالمیہ نیک آباد

Cell: 0321.6209101/0344.7745377/0300.6203388

خانقاہ قادریہ، عالمیہ

مرکزی الجامعۃ الاشرفیۃ
قائمہ مرکزی گجرات میں

ماہانہ

ختم گیارہویں شریف

ہر چاند کی دوسری اتوار 10:30 تا 12:30 ہوگا۔